سوال

(101) گردن کے مسح کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جو لوگ وضو میں گردن کا مسح کرتے ہیں اور اس کا فتویٰ بھی دیتے ہیں؟ کیا وہ اس کی کوئی دلیل پیش کرتے ہیں؟ نیز گردن کے مسح کا کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

وضو میں گردن کا مسح کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ صاحب ''عون المعبود'' فرماتے ہیں:

'اَلحَدِیث مع ضُعفِهٖ لَایَدُلُّ عَلَی استِحبَابِ مَسحِ الرَّقبَةِ، لِاَنَّ فِیهِ مَسحَ الرَّاس مِن مُقَدَّمِهٖ اِلٰی مُؤَخَّرِ الرَّاسِ، اَواِلٰی مُؤَخَّرِ العُنُقِ عَلَی اختِلَافِ الرِّوَایَاتِ وَهٰذَا لَیسَ فِیهِ کَلَامٌ۔ اِنَّمَا الکَلَامُ فِی مَسحِ الرَّقبَةِ المُعتَادِ بَینَ النَّاسِ اِنَّهُم یَمسَحُونَ الرَّقبَةَ بِظُهُورِ الاَصَابِعِ بَعدَ فَرَاغِهِم عَن مَسحِ الرَّاسِ۔ وَهٰذِهِ الکَیفِیَّةُ لَم تَثبُتُ فِی مَسحِ الرَّقبَةِ، لَا مِنَ الحَدِیثِ الصَّحِیحِ، وَلَا مِنَ الحَسَنِ، بَل مَا رُوِیَ فِی مَسحِ الرَّقبَةِ کُلُّهَا ضُعَافٌ، کَمَا صَرَّحَ بِهٖ غَیرُ وَاحِدٍ مِنَ العُلَمَاءِ۔ فَلَا یَجُوزُ الاِحتِجَاجُ بِهَا۔ وَنَقَلَ الشَّیخُ ابنُ الهُمَامِ مِن حَدِیثِ وَائِلِ بنِ حُجرٍ فِی صِفَةِ وُضُوءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ ثُمَّ مَسَحَ عَلٰی رَاسِهٖ ثَلَاثًا، وَظَاهِرَ اُذُنَیهِ ثَلَاثًا، وَظَاهِرَ رَقبَتِهٖ۔ اَلحَدِیثُ وَنَسَبَهٗ اِلَی التِّرمَذِیِّ فَهُوَ وَهمٌ مِنهُ۔ لِاَنَّ الحَدِیثَ لَیسَ لَهٗ وُجُودٌ فِی التِّرمَذِیِّ۔ 'عون المعبود: ۱/۴۹۔ ۵۰

''حدیث مذکور ضعیف ہونے کے باوجود گردن کے مسح کے مستحب ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ اس میں صرف سَر کے مسح کا ذکر ہے کہ پیشانی کی طرف سے شروع کرکے سَر کے پچھلے حصے تک یا بعض روایات کے مطابق گردن کے آخر تک ہونا چاہیے۔ اس موضوع پر تو کوئی بحث نہیں۔ بحث تو لوگوں میں معروف طریقے پر گردن کے مخصوص مسح کے متعلق ہے کہ وہ سَر اور کانوں کے مسح سے فراغت کے بعد انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرتے ہیں۔ جب کہ یہ طریقہ کسی صحیح یا حسن درجے کی حدیث سے ثابت نہیں اس موضوع پر مروی تمام احادیث اہل علم و تحقیق کے مطابق ضعیف ہیں۔ لہٰذا ان سے دلیل لینا درست نہیں۔ ابن الہمام رحمہ اللہ نے ترمذی کے حوالے سے جو روایت پیش کی ہے کہ '' آپ ﷺ نے سَر اور کانوں کے ظاہر کا تین دفعہ اور گردن کا (ایک دفعہ) مسح کیا۔'' یہ ان کا وہم ہے کیونکہ ''ترمذی'' میں ایسی کوئی حدیث نہیں۔''

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الطہارۃ : صفحہ:136

محدث فتویٰ